بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترک قراءۃ علی الجنازہ

جمع وترتیب

مولانا محمد رضوان عزیز صاحب حفظہ اللہ

مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

مسؤول شعبہ

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

Cell =0332-4000744=Ikrash313@gmail.com

ترک قراءت علی الجنازہ

مذہب اہل السنتہ والجماعۃ احناف

نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ بطور قرات پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ بطور ثنا پڑھنے کی گنجائش ہے۔

امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف ان ہمام التوفی 861ھ فرماتے ہیں "لا يقرأ الفاتحة إلا أن يقرأ بنية الثناء"

شرح فتح القدیر ج2 ص125

علامہ محمد بن علی الحصکفی التوفی 1077ھ یا 1079ھ فرماتے ہیں "عندنا تجوز بنية الدعاء وتكره بنية القراءة"

در مختار ج3 ص130

شیخ اسعد محمد سعید صاغرجی فرماتے ہیں "ولو قرء الفاتحة بنية الدعاء لا باس به اما بنية التلاوة فمكروه"

الفقہ الحنفی وادلتہ ج1 ص310

مذہب غیر مقلدین:

غیر مقلدین کے نزدیک نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض اور ضروری ہے اس کے بغیر نماز باطل ہے۔

1: مولوی محمد یونس دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں " نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد دعائے ماثورہ پڑھ کر امام اور مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے ۔۔۔ حدیث لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب عام ہے جو کہ ہر نماز کو شامل ہے۔ اگر امام یا مقتدی نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز باطل ہو گی۔

فتاویٰ علمائے حدیث ج5 ص185

جنازہ کی نماز میں بھی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے جیسے اور نمازوں میں ہے۔

فتاویٰ علمائے حدیث ج5 ص209

2: وحید الزمان غیر مقلد نے قرات فاتحہ کو جنازہ کا "رکن" کہا ہے۔

نزل الابرار ج1 ص173، کنز الحقائق ص40

3: نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اس کے بغیر نماز جنازہ نہیں ہوتی۔

تسہیل الوصول ص352

4: اس کے بغیر نماز جنازہ نہیں ہوتی۔

الکلمۃ الکافیہ فی قرات سورۃ الفاتحہ قاری محمد اسماعیل حافظ آبادی ص94

نماز جنازہ میں فاتحہ کا پڑھنا فرض اور رکن ہے

ایضاً ص95

محمد رضوان عزیز

دلائل اہل السنت والجماعت

1: بقول سیدنا ابن مسعود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نماز جنازہ میں قرات مقرر اور فرض نہیں ہے

"عن ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه أَنَّهُ سُئِلَ عن صَلَاةِ الْجِنَازَةِ هل يُقْرَأُ فيها فقال لم يُوَقِّتْ لنا رسول اللَّهِ صلى اللَّه عليه وسلم قَوْلًا وَلَا قِرَاءَةً وفي رِوَايَةٍ دُعَاءً وَلَا قِرَاءَةً كَبِّرْ ما كَبَّرَ الْإِمَامُ وَاخْتَرْ من أَطْيَبِ الْكَلَامِ ما شِئْت وفي رِوَايَةٍ وَاخْتَرْ من الدُّعَاءِ أَطْيَبَه"

بدائع الصنائع ج1 ص313 فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ كَيْفِيَّةِ الصَّلَاةِ على الْجِنَازَةِ، معجم کبیر ج9ص320 رقم 9604

نوٹ: اگر کسی چیز کو شریعت میں فرض اور ضروری قرار نہ دیا گیا اس کو اپنی طرف سے ضروری سمجھنا شیطان کا حصہ ہے۔ سیدنا ابن مسعود کا فرمان ہے

"لا يجعل أحدكم للشيطان شيئا من صلاته يرى أن حقا عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه"

بخاری ج؟؟ص؟؟ رقم 862 باب الانفتال والانصراف عن الیمین والشمال

2: بتصریح ائمہ فقہاء نماز جنازہ صورتاً اگرچہ نماز ہے حقیقت میں یہ نماز نہیں بلکہ میت کے لیے دعا واستغفار ہے۔

1: چنانچہ امام برہان الدین محمود بن احمد البخاری المتوفی ۔۔۔ فرماتے ہیں: ”لان المقصود من صلوۃ الجنازہ الدعاء للمیت والشفاعۃ“

المحیط البرہانی ج2 ص343

2: امام علاؤالدین ابو بکر الکاسانی المتوفی 587ھ فرماتے ہیں "لان المقصود منها الدعاء للميت "

بدائع الصنائع ج1 ص315

” ليست بصلوة على الحقيقة انما هى دعاء واستغفار للميت"

بدائع الصنائع ج2 ص52

3: ان المقصود الدعا للميت

مراقی الفلاح ج1 ص229

4: مشہور مالکی امام ابو عبد اللہ محمد بن یوسف العبدری المتوفی 897ھ فرماتے ہیں" وقال المازري الدعاء للميت هو القصد بهذه الصلاة"

التاج والاکلیل ج2 ص213

5: شافعی فقہیہ امام عبد الکریم بن محمد الرافعی القزوینی المتوفی 623ھ فرماتے ہیں "لان معظم الغرض ههنا الدعاء للميت"

فتح العزیز ج5 ص159، ج5 ص163

6: امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی فرماتے ہیں" لان القصد من الصلاة على الميت الدعاء للميت"

المہذب ج1 ص132

7: امام ابو زکریا یحی بن شرف النووی المتوفی 676ھ فرماتے ہیں" لان القصد من الصلاة الدعاء للميت"

الجموع شرح المہذب ج5 ص236، 216

8: حنبلی فقیہ امام علاء الدین ابو الحسن علی بن سلیمان المرداوی المدمشقی المتوفی 885ھ فرماتے ہیں" لأن مقصود الصلاة الدعاء للميت"

محمد رضوان عزیز

الانصاف ج2ص335

9:امام ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی المتوفیٰ۔۔۔فرماتے ہیں " إذا كان المقصود الدعاء للميت والشافعة له"

المغنی ج2ص362

10:امام محمد بن ابی بکر بن ایوب المعروف ابن قیم المتوفی 751ھ فرماتے ہیں
"ومقصودُ الصلاة على الجنازة: هو الدعاء للميت"

زاد العاد ج1ص505

فقہاء کی ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ نماز جنازہ دراصل دعا ہے صرف صورتاً نماز ہے اور دعا کی قبولیت کے لیے مستحب ہے طریقہ یہ ہے کہ آدمی پہلے اللہ کی حمد وثناء کرے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود بھیجے پھر دعا کرے۔

چنانچہ حضرت فضالہ بن عبید فرماتے ہیں" سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- رَجُلاً يَدْعُو فِى صَلاَتِهِ لَمْ يُمَجِّدِ اللَّهَ تَعَالَى وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم عَجِلَ هَذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ رَبِّهِ جَلَّ وَعَزَّ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّى عَلَى النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ يَدْعُو بَعْدُ بِمَا شَاءَ "

سنن ابی داود ج؟؟ص؟؟رقم 1483 باب الدُّعَاءِ

اس حدیث کے مطابق نماز جنازہ میں بھی یہی ترتیب ہوئی چاہیے کہ پہلے ثناء پھر درود پاک پھر میت کے لیے دعا۔اسی وجہ سے احناف نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ سورۃ فاتحہ بطور ثناء پڑھ سکتے ہیں بطور قرات کے نہیں۔اور احناف کا طریقہ جنازہ بھی یہی ہوتا ہے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں"والصلاة أن يكبر تكبيرة يحمد الله عقيبها ثم يكبر تكبيرة يصلي فيها على النبي عليه الصلاة والسلام ثم يكبر تكبيرة يدعو فيها لنفسه وللميت وللمسلمين ثم يكبر الرابعة ويسلم"

ہدایہ ج؟؟؟ص؟؟ فصل في الصلاة على الميت

احادیث موقوفہ:

مشہور محدث ابن وھب اور شارح بخاری ابن بطال متوفی 449ھ نے کئی ایک صحابہ کا عمل ترک فاتحہ کا نقل کیا ہے
"قال ابن وهب عن رجال من أهل العلم عن عمر بن الخطاب وعلي بن أبي طالب وعبد الله بن عمر وفضالة بن عبيد وأبي هريرة وجابر بن عبد الله وواثلة بن الأسقع والقاسم بن محمد وسالم بن عبد الله وابن المسيب وربيعة وعطاء بن أبي رباح ويحيى بن سعيد: أنهم لم يكونوا يقرءون في الصلاة على الميت"

المدونۃ الکبریٰ ج1ص251 ماجاء في القراءة على الجنائز

ابن بطال فرماتے ہیں"وممن كان لا يقرأ على الجنازة وينكر ذلك : عمر بن الخطاب ، وعلى بن أبى طالب ، وابن عمر ، وأبو هريرة "

،شرح صحیح بخاری لابن بطال ج3ص316 بَاب قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ عمدۃ القاری ج6ص191

1: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَلِيٍّ ، أَنَّهُ كَانَ إذَا صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ يَبْدَأُ بِحَمْدِ اللهِ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، ثُمَّ يَقُولُ : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لأَحْيَائِنَا وَأَمْوَاتِنَا {الحديث }

مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص179 باب مایبدء بہ بالتکبیرۃ الاولی فی الصلوۃ علیہ

2: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِك عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ تُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللَّهِ أُخْبِرُكَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللَّهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ أَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ{الحديث}

موطامالک ص؟؟؟باب بَاب مَايَقُولُ الْمُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ

3: مَالِك عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

موطامالک ص؟؟بابَاب مَايَقُولُ الْمُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ

4: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لاَ يَقْرَأُ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْمَيِّتِ

مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص182 باب مَن قَالَ لَيسَ عَلَى الجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ

5: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْد هَلْ يُقْرَأُ عَلَى الْمَيِّتِ شَيْءٌ؟قَالَ لاَ

مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص182 باب مَن قَالَ لَيسَ عَلَى الجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ

احادیث مقطوعہ

1: کئی ایک صحابہ کی زیارت سے مشرف ہونے والے مشہور تابعی حضرت رفیع بن مہران ابو العالیہ الریاحی البصری المتوفیٰ 90ھ یا 93ھ آپ صرف اس نماز میں قرآت کے قائل تھے جو رکوع سجدہ والی ہو نماز جنازہ میں چونکہ رکوع سجود نہیں اس لئے آپ اس میں قرآت کے قائل نہیں تھے،

"حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى وَغُنْدَرٌ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقَالَ مَا كُنْت أَحْسَبُ أَنَّ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ تُقْرَأُ إِلاَّ فِي صَلاَةٍ فِيهَا رُكُوعٌ وَسُجُودٌ"

مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص182 باب مَن قَالَ لَيسَ عَلَى الجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ

2: سیدنا ابن عباس وابن عمر کے شاگرد مشہور فقیہ تابعی سیدنا سعید بن جبیر المتوفیٰ 95ھ آپ کا معمول نماز جنازہ میں ترک قرآت کا تھا۔

"وعن سعيد بن جبير أنه كان لا يقرأ في الصلاة على الجنازة"

مسند الشامیین ج3ص284 رقم الحدیث 2271

3: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دادا استاذ مشہور فقیہ اور تابعی امام ابراہیم بن یزید نخعی المتوفیٰ 96ھ آپ نماز جنازہ میں قرآت کے قائل نہیں تھے،

"محمد قال اخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم قال لا قراءة على الجنائز ولاركوع ولا سجود "

کتاب الآثار بروایت محمد ج2ص64 باب الصلاۃ علی الجنازۃ، مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص183، مصنف عبد الرزاق ج3ص316

4: مشہور تابعی اور فقیہ ابن فقیہ سیدنا ابو بردہ بن ابو موسیٰ الاشعری المتوفیٰ 104ھ آپ نماز جنازہ میں قرآت کے قائل نہیں تھے

"حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : قَالَ لَهُ رَجُلٌ أَقْرَأُ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ؟ قَالَ : لاَ تَقْرَأْ"

مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص183 اب مَن قَالَ لَيسَ عَلَى الجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ

5: مکمل صحاح ستہ کے راوی پانچ سو صحابہ کی زیارت سے مشرف ہونے والے مشہور محدث وفقیہ تابعی حضرت امام عامر بن شراحیل الشعبی المتوفیٰ 103ھ یا 104ھ یا 105ھ یا 106ھ یا 107ھ یا 110ھ آپ جو نماز جنازہ کا طریقہ بتلاتے ہیں اس میں چار تکبیروں میں سے کسی ایک کے بعد بھی قرآت کا نام ونشان نہیں،

"حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ فِي التَّكْبِيرَةِ الأُولَى يُبْدَأُ بِحَمْدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ وَالثَّانِيَةُ صَلاَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالثَّالِثَةُ دُعَاءٌ لِلْمَيِّتِ وَالرَّابِعَةُ لِلتَّسْلِيمِ"

مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص179 باب مَا يُبْدَأُ بِهِ فِي التَّكْبِيرَةِ الأُولَى فِي الصَّلاَةِ عَلَيْهِ

محمد رضوان عزیز

6: حضرت عبداللہ بن عمر کے فرزند، فقیہ مدینہ حضرت سالم رحمہ اللہ المتوفیٰ 106ھ نماز جنازہ میں قرات کے قائل نہیں تھے
"حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍقَالَ حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَارَةَقَالَ سَأَلْتُ سَالِمًا فَقُلْت الْقِرَاءَةُ عَلَى الْجِنَازَةِ ؟ فَقَالَ لاَ قِرَاءَةَ عَلَى الْجِنَازَةِ"

مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص183اب مَن قَالَ لَیْسَ عَلَی الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ

7: حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو غیرہم کے شاگرد مشہور تابعی حضرت امام بکر بن عبداللہ المزنی المتوفیٰ 106ھ فرماتے ہیں مجھے نماز جنازہ میں قرآت کے متعلق علم تک نہیں اگر اس وقت قرآت کا معمول ہوتا تو شاگرد صحابہ سے کیسے مخفی رہتا آپ کا فرمان ہے" لاَ أَعْلَمُ فِيهَا قِرَاءَة"

مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص183 ب اب مَن قَالَ لَیْسَ عَلَی الْجِنَازَةِ قِرَاءَة

8: مشہور محدث ابن وہب کے بقول سیدنا صدیق اکبر کے پوتے فقیہ مدینہ حضرت قاسم بن محمد المتوفیٰ 106ھ بھی ترک قرآت کے قائل تھے۔

المدونۃ الکبریٰ ج1ص251

9: فن تعبیر کے شاہسوار مشہور محدث، فقیہ اور تابعی حضرت ابوہریرہ کے مایہ ناز شاگرد حضرت امام محمد بن سیرین المتوفیٰ 110ھ کا معمول بھی نماز جنازہ میں ترک قرآت کا تھا
" حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ كَانَ لاَ يَقْرَأُ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْمَيِّتِ"

مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص182 باب مَن قَالَ لَیْسَ عَلَی الْجِنَازَةِ قِرَاءَة

10: مشہور تابعی حضرت عطاء بن ابی رباح المتوفیٰ 114ھ جو محدث بھی ہیں اور فقیہ بھی جن کو کئی صحابہ کی زیارت اور شاگردی کا شرف حاصل ہے اپنے زمانے میں مکہ کے مفتی تھے آپ نماز جنازہ میں قرات کے قائل نہیں تھے
"حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ سَأَلْتُ عَطَاءً عَنِ الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ ،فَقَالَ مَا سَمِعنابِهَذَا"

مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص183اب مَن قَالَ لَیْسَ عَلَی الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ

آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ خیر القرون میں مرکز اسلام مکہ مکرمہ میں بھی نماز جنازہ بغیر قرات کے پڑھی جاتی تھی اور حضرت عطاء قرات سے منع بھی فرماتے تھے"حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَمْعَةَ عَنِ ابْنِ طَاوُوس عَنْ أَبِيهِ ، وَعَطَاءٍ أَنَّهُمَا كَانَا يُنْكِرَانِ الْقِرَاءَةَ عَلَى الْجِنَازَةِ"
مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص183اب مَن قَالَ لَیْسَ عَلَی الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ

ائمہ مجتہدین اور ترک قرآت علی الجنازہ:

1: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت المتوفیٰ 150ھ آپ نماز جنازہ میں قرآت کے قائل نہیں تھے۔

2: حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی المتوفیٰ 189ھ آپ نماز جنازہ میں قرآت کے قائل نہیں تھے۔ حضرت امام محمد، امام ابراہیم النخعی کا فرمان " لا قراءۃ علی الجنائز" نقل کرکے فرماتے ہیں"وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ"

کتاب الآثار بروایت محمد ج2ص64و68

3: فقیہ مدینہ حضرت امام مالک بن انس المدنی المتوفیٰ 179ھ آپ نماز جنازہ میں قرآت کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ آپ کے فرمان کے مطابق خیر القرون میں قرآت علی الجنازہ مدینۃ الرسول میں معمول بہا ہی نہیں تھی۔ آپ فرماتے ہیں" ليس ذلك بمعمول به ببلدنا إنما هو الدعاءأدركت أهل بلدنا على ذلك"

المدونۃ الکبریٰ ج1ص251، عمدۃ القاری ج6ص191

محمد رضوان عزیز

"فقال مالك في الصلاة على الجنازة إنما هو الدعاء وإنما فاتحة الكتاب ليس بمعمول بها في بلدنا"

الاستذکار لابن عبد البر مالکی ج3ص40

4: حضرت امام سفیان ثوری آپ بھی نماز جنازہ میں قرآت کے قائل نہیں تھے۔

"ان الثوری کان یری ان لا یقرء فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ شئی من القرآن انما ھوثناء علی اللہ تعالیٰ ودعاء "

فقہ سفیان الثوری ص585

نوٹ: غیر مقلدین کے ممدوح علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم المعروف ابن تیمیہ التوفیٰ728ھ کے نزدیک بھی جنازہ سے اصل مقصود میت کے لئے دعاہے آپ فرماتے ہیں" وَالْمَقْصُودُ الْأَكْبَرُ مِنْ صَلَاةِ الْجِنَازَةِ هُوَ الدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ"

مجموع الفتاوی ج21ص286

اسی وجہ سے امام ابن تیمیہ کے نزدیک جنازہ میں قرآت واجب اور ضروری نہیں اگر کوئی قرآت نہ کرے تو جنازہ بالکل درست ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں" وَإِنْ لَمْ يَقْرَأْ بَلْ دَعَا بِلَا قِرَاءَةٍ جَازَ وَهَذَا هُوَ الصَّوَابُ"

مجموع الفتاوی ج22ص274، الفتاوی الکبری ج2ص121

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے مقلدین کا مسلک بلا قرآت جنازہ درست ہے، امام ابن تیمیہ کا بھی مذہب بلا قرآت جنازہ درست ہے، اب غیر مقلد ہمت کریں اور بتائیں کہ ابن تیمیہ کا یہ نظریہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے یا مخالف اگر ان کی بات درست ہے تو امام اعظم کی درست کیوں نہیں؟ اگر امام اعظم کی بات غلط ہے تو ابن تیمیہ کی درست کیسے؟ جب دونوں امام بلا قرات جنازہ کو درست کہتے ہیں تو کیا مخالفت حدیث کا فتویٰ دونوں پر لگے گا؟

ع: مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے۔

غیر مقلدین کے شبہات کے جوابات

غیر مقلدین کا دعویٰ اور نظریہ قرآت فاتحہ کی فرضیت رکن ہونے اور بلا قرآت فاتحہ جنازہ کے کالعدم اور باطل ہونے کا ہے۔ ان کے اس دعویٰ پر کوئی ایک بھی صریح، صحیح، مرفوع، غیر معارض حدیث موجود نہیں۔ صرف چند روایات کو بطور شبہ پیش کیا جاتا ہے، جن کا دعویٰ سے دور کا بھی واسطہ، تعلق نہیں۔ ان کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں:

شبہ 1: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

(صحیح بخاری رقم الحدیث:156)

بقول غیر مقلدین یہ حدیث عام ہے جنازہ بھی چونکہ نماز ہے تو جس طرح باقی نمازوں میں فاتحہ پڑھنی ضروری ہے، جنازہ میں بھی ضروری ہے۔

(فتاویٰ علماء حدیث ج5ص183اور185)

جواب 1: حضرات فقہاء کرام کے حوالہ سے یہ بات گذرچکی ہے کہ نماز جنازہ من کل الوجوہ نماز نہیں بلکہ اس سے مقصود میت کے لیے دعا ہے۔ اگر غیر مقلد اس کو نماز کہتے ہیں تو پھر رکوع اور سجدہ بھی اس میں ضروری ہونا چاہئے کیونکہ ان کے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی۔

2: نماز جنازہ میں تکبیرات، رکعات کے قائم مقام ہیں۔ جس طرح تمام نمازوں میں کسی کی رکعات رہ جائیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدی وہ رکعات پوری کرتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کی تکبیرات رہ جائیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے تکبیرات کہنی چاہئے۔

(دیکھیئے فتاویٰ علماء حدیث ج5 ص188)

اگر نماز جنازہ میں فاتحہ فرض اور ضروری ہے تو پھر چاہئے کہ ہر تکبیر کے بعد فاتحہ اور دوسری سورت پڑھی جائے کیونکہ بقول غیر مقلدین عام نمازوں کی ہر رکعت میں فاتحہ پڑھنا فرض ہے جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک صرف پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ پڑھی جائے گی، چنانچہ ڈاکٹر شفیق الرحمان غیر مقلد نے جو جنازہ کا طریقہ بیان کیا اس میں پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ دوسری کے بعد درود اور تیسری کے بعد دعا کا ذکر ہے۔

(دیکھئے نماز نبوی ص293)

اسی طرح وحید الزمان اور مولوی یونس غیر مقلد نے بھی صرف پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ کا ذکر کیا ہے،

(نزل الابرار ص173، دستور المتقی ص:180)

اگر غیر مقلدین پہلی تکبیر کے علاوہ دوسری تکبیرات کے بعد فاتحہ نہ پڑھیں ان کی نماز ہو جاتی ہے تو احناف کی کیوں نہیں ہوتی ہے؟

شبہ 2: عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه و سلم قرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب (سنن ابن ماجہ ص108 باب ماجاء فی القرآۃ علی الجنازۃ)

جواب 1: اس روایت کی سند میں راوی ابراہیم بن عثمان ہے، جو بیس رکعات تراویح کا راوی ہے، جس پر مسئلہ تراویح میں غیر مقلدین شدید جرح کرتے ہیں۔ تو مجروح راوی کی روایت سے فرضیت کیسے ثابت ہو سکتی ہے؟

غیر مقلدین کے ماضی قریب کے "محقق" حافظ زبیر علی زئی نے بھی اس روایت کے متعلق کہا "اسناده ضعيف جداً" اس روایت کی سند انتہائی ضعیف ہے۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 1495 طبع دارالسلام)

کم از کم غیر مقلدین کو ضعیف حدیث پیش کرنے کا حق نہیں کیونکہ ان کے ماہنامہ الحدیث حضرو کے ہر شمارہ میں "ہمارا عزم" کے عنوان سے یہ بات لکھی جاتی ہے "صحیح و حسن روایات سے استدلال اور ضعیف مردود روایات سے کلی اجتناب"

2: غیر مقلدین کا دعویٰ فرضیت اور وجوب کا ہے جبکہ اس روایت میں فرض واجب کا نام و نشان تک نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فاتحہ بطور دعا کے پڑھی ہو، جس کے احناف بھی قائل ہیں۔

شبہ 3: عن جابر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبر على جنائزنا أربعا ويقرأ بفاتحة الكتاب في التكبيرة الأول

(المستدرک ج1 ص684 رقم الحدیث 1365، کتاب الام ج1 ص270) (فتاویٰ علماء حدیث ج5 ص209)

جواب 1: اس روایت کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں۔

1: ابراہیم بن محمد بن ابی یحی۔ ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک یہ راوی انتہائی مجروح ہے۔

قال يحيى بن سعيد القطان سألت مالكا عنه أكان ثقة قال لا ولا ثقة في دينه

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كان قدريا معتزليا جهميا كل بلاء فيه لا يكتب حديثه ترك الناس حديثه كان يروي أحاديث منكرة لا أصل لها

وقال بشر بن المفضل سألت فقهاء أهل المدينة عنه فكلهم يقولون كذاب

قال البخاری جھمی ترکہ ابن المبارک والناس،کان یری القدر
قال النسائی متروک الحدیث

(تہذیب التہذیب ج1ص،149 150)

خود غیر مقلد زبیر علی زئی نے ایک روایت جس کی سند میں ابراہیم موجود ہے اس کو نقل کر کے کہتا ہے:اسنادہ ضعیف جدا،ابراہیم بن محمد الاسلمی متروک الحدیث

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 1615 طبع دارالسلام)

راوی نمبر 2: عبداللہ بن محمد بن عقیل، ائمہ جرح وتعدیل کی اکثریت نے ان پر منکر الحدیث، فی حدیثہ ضعف شدید جداً، ضعیف الحدیث، ضعیف، وغیرہ کی جرح کی ہے

(دیکھئے تہذیب التہذیب ج3ص 657)

نیز زبیر علی زئی غیر مقلد نے بھی کئی ایک روایات کو اس کی وجہ سے ضعیف کہا، مثلاً: اسنادہ ضعیف، ابن عقیل ضعیف ۔
(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 390 طبع دارالسلام)

اسنادہ ضعیف عبداللہ بن محمد بن عقیل ضعیف

(سنن ترمذی رقم 128)

ابن عقیل ضعیف، ضعفہ الجمہور

(سنن ابی داؤد رقم 126 طبع دارالسلام)

معتزلی، جہمی، قدری، رافضی کی روایات پیش کرنا غیر مقلدین کو زیب نہیں دیتا۔ ایسی ضعیف روایات سے تو کسی چیز کا سنت ہونا ثابت نہیں ہوتا، چہ جائیکہ فرضیت ثابت ہو جائے۔

شبہ 4: عن الزهري قال سمعت أبا أمامة بن سهل بن حنيف يحدث ابن المسيب قال السنة في الصلاة على الجنازة أن تكبر ثم تقرأ بأم القرآن ثم تصلي على النبي صلى الله عليه و سلم ثم تخلص الدعاء للميت ولا تقرأ إلا في التكبيرة الأولى ثم تسلم في نفسه عن يمينه
(المنتقی لابن الجارود ج1ص 141 رقم 540، تسہیل الوصول ص 353)

جواب 1: اس روایت کی سند میں ایک راوی ابن شہاب زہری ہے جس پر مشہور غیر مقلد حکیم فیض عالم صدیقی نے سخت قسم کی جرح کی ہے۔ ایک مقام پر لکھتا ہے "ابن شہاب منافقین وکذابین کا دانستہ نہ ہی نادانستہ ہی سہی مستقل ایجنٹ تھے اکثر گمراہ کن، خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہیں کی طرف منسوب ہیں"

(صدیقہ کائینات ص 114)

اپنی دوسری کتاب میں لکھتا ہے "علم حدیث کی خدمت میں زہری کا مقام بہت بلند ہے مگر اکثر اس کی روایات گمراہ کن ہیں"

(اختلاف امت کا المیہ ص 127)

نوٹ: حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد ہی تھا۔

1: ڈاکٹر سبطین لکھنوی غیر مقلد نے احسان الہی ظہیر کے سوانح پر جو کتاب لکھی اس میں حکیم فیض عالم کا تعارف ان الفاظ میں کرایا "مسلک اہل حدیث کے معروف اسکالر مولانا فیض عالم صدیقی کو ان کی اپنی مسجد میں جہلم شہر کے اندرون، دن دیہاڑے گولی مار دی گئی"
(شہید اسلام علامہ ظہیر احسان الہی ظہیر ص 49)

2: کامران اعظم سوہدروی، ایم اے نے "تذکرہ علماء اہل حدیث" کے ص 162 پر مولانا حکیم فیض عالم صدیقی کے عنوان قائم کر کے اس کو اہل حدیث علماء میں شمار کیا ہے۔ اور اختلاف امت کا المیہ، صدیقہ کائنات کا اس کی تصانیف میں شمار کیا ہے

3: حکیم فیض عالم نے ایک کتاب لکھی "شہادت ذی النورین" اس کو شائع کرنے والے "مکتبہ تنظیم اہل حدیث لاہور" غیر مقلد ہیں اور کتاب کے ٹائٹل پر لکھا ہے: محقق بینظیر حکیم فیض عالم صدیقی۔

غیر مقلدین کو ایسی راوی کی روایات پیش کرتے ہوئے اپنی سابقہ باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے، جس کو وہ ایجنٹ یہود، گمراہ کن روایات نقل کرنے والا کہتے ہیں۔ تو اس کی بیان کردہ روایت سے فرضیت کیسے ثابت ہو سکتی ہے

جواب 2: اس روایت میں صرف ایک طرف سلام پھیرنے کو حضرت ابو امامہ سنت فرما رہے ہیں جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک سلام دونوں طرف پھیرنا سنت ہے

دستور المتقی ص 182

پوری روایت پر جب آپ کا اپنا عمل نہیں تو اس کو ہمارے خلاف کیسے پیش کر سکتے ہیں

جواب 3: انہیں حضرت ابو امامہ کی روایت جنازہ کے متعلق امام حاکم نے بھی نقل کی مگر اس میں قرآت کا نام ونشان تک نہیں اور مزے کی بات یہ کہ جب آپ نے یہ روایت بیان کی تو حضرت سعید بن المسیب بھی موجود تھے وہ بھی خاموش رہے۔ اور آپ نے اس طریقہ کو بھی سنت فرمایا

عن بن شهاب قال أخبرني أبو أمامة بن سهل بن حنيف وكان من كبراء الأنصار وعلمائهم وأبناء الذين شهدوا بدرا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم أخبره رجال من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في الصلاة على الجنازة أن يكبر الامام ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ويخلص الصلاة في التكبيرات الثلاث ثم يسلم تسليما خفيا حين ينصرف والسنة أن يفعل من ورائه مثل ما فعل أمامه قال الزهري حدثني بذلك أبو أمامة وبن المسيب يسمع فلم ينكر ذلك عليه قال بن شهاب فذكرت الذي أخبرني أبو أمامة من السنة في الصلاة على الميت لمحمد بن سويد قال وأنا سمعت الضحاك بن قيس يحدث عن حبيب بن مسلمة في صلاة صلاها على الميت مثل الذي حدثنا أبو أمامة

(المستدرک ج1 ص686 رقم 1371)

تطبیق: جب روایات دو ہیں تو احناف کے نزدیک دونوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی حمد وثناء کی جائے چاہے فاتحہ ہو یا دوسری ثناء اسی وجہ سے صحابی نے ایک مرتبہ فاتحہ کا ذکر کیا دوسری مرتبہ نہیں کیا۔

جواب 4: غیر مقلدین کے نزدیک سورۃ فاتحہ فرض اور ضروری ہے جبکہ وہ اس روایت میں فرض کا نام تو دور کی بات اشارہ تک نہیں۔

شبہ 5: عن ام شریک قالت أمرنا رسول الله صلى الله عليه و سلم أن نقرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1496)

جواب 1: قال الشيخ الألباني : ضعيف غیر مقلد عالم ناصر الدین البانی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

(ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1496)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس روایت کو ضعیف کہا ہے وَرَوَى ابْنُ مَاجَهْ مِنْ حَدِيثِ أُمِّ شَرِيكٍ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَفِي إسْنَادِهِ ضَعْفٌ يَسِيرٌ

(تلخیص الحبیر ج2 ص279)

محمد رضوان عزیز

2: اس روایت سے فرضیت کیسے ثابت ہو گئی؟

3: اس میں عورت فاتحہ کا حکم نقل کر رہی ہے جن پر جنازہ فرض ہی نہیں۔

شبہ 6: عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ

(صحیح بخاری، رقم:1335)

جواب 1: مکمل روایت دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کا رواج نہیں تھا کیونکہ جب آپ نے فاتحہ پڑھی تو حضرت طلحہ نے اس پر تعجب کرتے ہوئے سوال کیا اگر فاتحہ پڑھنے کا معمول ہوتا تو تعجب نہ کیا جاتا۔ مکمل روایت یہ ہے

"عن طلحة بن عبد الله قال : صليت خلف بن عباس على جنازة فسمعته يقرأ بفاتحة الكتاب فلما انصرف أخذت بيده فسألته فقلت تقرأ قال نعم إنه حق وسنة "

سنن نسائی رقم الحدیث 1988

2: دیگر روایات سامنے رکھنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہاں سنت سے مراد سنت اصطلاحی نہیں اور فاتحہ بطور قرآت کے نہیں۔ امام ابو بکر ابن ابی شیبہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہما بلا قرآت جنازہ پڑھتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّهُ كَانَ يجمع النَّاس بِالْحَمْدِ وَيُكَبِّرُ عَلَى الْجِنَازَةِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص183)

آپ کا اجتہاد یہ ہے کہ کعبہ میں پڑھی جانے والی نماز صرف تکبیر و تحمید پر مشتمل ہو گی اس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو گا آپ نے اپنے شاگرد ابو حمزہ کو جب کعبہ میں نماز کا طریقہ بتلایا تو فرمایا جس طرح جنازہ پڑھتے ہو اسی طرح کعبہ میں پڑھو

عن أبي حمزة عن بن عباس قال قلت له كيف أصلي في الكعبة قال كما تصلي في الجنازة تسبح وتكبر ولا تركع ولا تسجد

(فتح الباری ج3 ص592)

چونکہ آپ کے اجتہاد کے مطابق کعبہ کی نماز میں قرات، رکوع، سجود نہیں تو اسی طرح جنازہ میں بھی قرات، رکوع اور سجدہ نہیں

عند الاحناف ان تمام روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ فاتحہ کی دو حیثیتیں ہیں: 1: بطور حمد و ثناء 2: بطور قرآت۔ جہاں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پڑھنا ثابت ہے وہاں بطور حمد و ثناء کے ہے اور جہاں صرف تسبیح وغیرہ کا ذکر ہے وہاں بطور قرآت پڑھنے کی نفی ہے۔

3: اگر بالفرض یہاں سنت سے مراد اصطلاحی سنت بھی لی جائے تو غیر مقلدین کا دعویٰ فرضیت و وجوب پھر بھی ثابت نہیں ہوتا اور نہ پڑھنے سے جنازہ کا باطل ہونا بھی لازم نہیں آتا کیونکہ بقول غیر مقلدین سنت ہوتی ہی وہ ہے "کہ فعل مرة وترک اخریٰ "

فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص579

جو کبھی کی جائے اور کبھی چھوڑ دی جائے

4: غیر مقلدین کو یہ اثر پیش کرتے ہوئے غیرت کرنی چاہئے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور غیر مقلدین کے نزدیک قول صحابی و فعل صحابی حجت نہیں ہے۔

الحاصل غیر مقلدین کے پاس کوئی ایک دلیل بھی ایسی نہیں ہے جس میں یہ بات مذکور ہو کہ جنازہ میں فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ جو فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز باطل ہے۔

محمد رضوان عزیز